بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الاعتماد فی التقلید والاجتہاد

الحمد للّٰہ الھادی للمضلین ۔ المبین للقبیح والحسین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد الامین ۔ مثبت التقلید بالآیات والحدیث المتین ۔ المبشر بالآئمۃ الاربعۃ المجتھدین ۔ وعلی اٰلہ واصحابہ الذین توارثوا للاجتھاد والتقلیدبالیقین ۔

اما بعد!

کہتاہے خادم الاولیاء فقیر سید احمد علیؒ بن سید جمیر شاہؒ بن سید حسین شاہؒ کہ بہت سے حنفیت نما وہابی میری نظر سے گزرے جنہوں نے اپنے رسالوں کے ذریعے حنفیت سنیت کے پردے میں اسلام کو بگاڑ دیا جس کی وجہ سے مجھے بعض مخلص احباب نے مجبور کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ آپ کے دینی و دنیاوی مشاغل مجھے معلوم ہیں مگر اس اسلامی خدمت کو سر انجام دینا زیادہ اہم اور ضروری فریضہ ہے۔ لہٰذا اپنی استطاعت کے مطابق ان سات مسائل کے بارے میں مختصراً کچھ تحریر فرما دیں۔ چونکہ فرمان مذکور میری ذاتی توجہ کے ساتھ عین موافق تھا۔ لہٰذا قلم چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سوال کرتے ہوئے خلوصِ دل سے دست بدعاء ہوں کہ یا ربّ العالمین ہماری سب کی کوششوں کو قبول فرماکر قیامت کیلئے ذخیرہ عنایت فرمادے۔

بحرمۃ سیدنا ونبینا ومولانا محمد ﷺ واٰلہٖ واصحابہٖ والتّابعین والآئمّۃ الاربعۃ المجتھدین وارحمنا معھم اجمعین ۔ (اٰمین)

کتاب کانام ’’الاعتماد فی التقلید والاجتھاد‘‘ رکھا گیا۔

بحث المذہب

"مذہب" اصطلاحاً کہتے ہیں احکام شرعیہ کو متفقہ ہوں یا راجحہ اجتہادیہ جو ایک خاص امام نے ادلہ ظنیہ سے مستفاد کیا ہو۔ احکام متفقہ کو جزء مذہب کرنے کے واسطے کسی قول یا عبارت کو نقل کرنا ضروری نہیں ہے۔ لہٰذا علماء اسلام نے مذہب تعریفی عبارات میں ان کی طرف توجہ نہیں کی ہے کیونکہ اگر ان (احکام متفقہ) کو مذہب کا جزء قرار نہ دیا گیا تو مذہب کا اہم جزء گرا کرنا قص سمجھا جائیگا۔ اس لئے علماء امناء الشریعۃ نے فرمایا۔

"المذہب لغۃً موضع الذھاب فحاصلہ الطریق۔ ثم نقل منہ الی الاحکام الشرعیۃ الاجتہادیۃ التی ھی طرائق المجتہدین یمرون علیھا باقدام عقولھم الراجحۃ لتحصیل الظن بھا۔ واما معناہ فی العرف فھو مااختص بہ المجتہد من الاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ الاجتہادیۃ المستفادۃ من الادلۃ الظنیۃ وھٰذا اشتمل مذاہب جمیع المجتہدین۔ والتعریف الخاص لمذہب امامنا ھو مااختص بہ من تلک الاحکام اھ"۔

(حموی الاشباہ:ص:۱۲)

مذہب لغۃ میں جانے کی جگہ یعنی اس سے مراد راستہ ہے۔ پھر یہ احکام شرعیہ اجتہادیہ کی طرف منقول ہوا جن پر مجتہدوں کی عقلیں چلتی ہیں ایسے احکام جو راجحہ ہوں جن کو مجتہدوں کی ظن نے حاصل کیا ہو۔ اور عرفِ شرع میں مذہب کا معنی وہی احکام شرعیہ فرعیہ اجتہادیہ ہیں جن کو آئمہ اربعہ نے دلائل ظنیہ سے حاصل کیا ہو یہ تمام مذاہب کو شامل ہے اور ہمارے امام اعظم کے مذہب کی خاص تعریف وہی احکام (مذکورہ) ہیں جو امام مذکور کے ساتھ خاص ہوں۔

''المذہب الصحیح المفتی بہ الذی مشت علیہ اصحاب المتون الموضوعۃ لنقل الصحیح من المذہب اھ''۔

(رسالہ رسم المفتی ابن عابدین:ص:۳٦،ص:۴۰)

مفتیٰ بہ صحیح مذہب وہ ہے کہ جس پر متون کے مصنفین گئے ہیں جو مذہب سے صحیح قول نقل کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔

''المذہب ما فی المتون لانہ ظاہر الروایۃ''۔

(بحر:ج:۱: ص:۲۸۴ ثم شامی:ج:س:ص:۲۷۱،۲۷۲، ص:۳۷)

مذہب وہ مسائل ہیں جو متون میں ذکر کیا ہوا ہے اس لئے کہ وہ ظاہر الروایۃ ہے۔

''ولانہا صارت متواترۃً اھ''۔

(شامی:ج:۱ص:۴۹،رسم المفتی)

متون کے علماء نے اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ مذہب میں سے جو صحیح قول ہو۔ ذکر کرینگے۔

حاصل: اقوال راجحہ مذہب کے جزء باتفاق المذاہب واجب الاتباع ہیں۔

تنبیہ: ایساہی اصول عقائد میں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب صرف وہی عقائد شرعیہ اصلیہ ہیں جو تمام فِرق اسلامیہ کی متفقہ ہو یا عقائد اختلافیہ میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ کے متقررہ مسائل ہوں۔ ان عقائدِ مذہب کا مخالف یا تو کافر ہے (مشرک ہو یا نہ ہو) اور یا مبتدع وضال ہے۔ جن سے احتراز ضروری ہے تاکہ اہل السنۃ والجماعۃ کو جو حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ میں منحصر ہیں گمراہ نہ کریں جیساکہ وہابیہ کی عادۃ شنیعہ ہے۔

مذہب کی تقلید فرض ہے

مذہب کی تقلید کے فرض ہونے پر دلائل قرآن وحدیث اور اجماعِ امۃ محمدیہ سے ہیں۔

(١) کقولہ تعالٰی: وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء٨٣)

اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف یا ذی اختیار لوگوں کی طرف جو ان میں سے ہیں لوٹاتے تو ضرور جان لیتے اس کی حقیقت اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ تعالٰی کا اور رحمت تم پر تو ضرور متبع شیطان کے ہو جاتے مگر تھوڑے۔

وجہ الاستدلال:

امر اللہ تعالی الجاهلين باطاعة العلماء وامر العلماء باطاعة المجتهدين رحمهم الله تعالى۔

(تفسیر احمدی، مدارک، خازن، معالم التنزیل وغیرها)

وجہ استدلال:

یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے بے علم لوگوں کو امر کیا ہے کہ علما کی تابعداری کریں۔ اور علماء کو امر فرمایا کہ مجتہدوں کی تقلید کریں۔

حضرات افسوس ہے کہ مشکٰوۃ شریف کے لفظی معنٰی جاننے والے آج کل اجتہاد کے مرتبہ پر ڈاکہ ڈال کر غصب کرتے ہوئے حدیث ’’یلعن آخر ھٰذہ الامۃ اولھا‘‘ کامصداق بننے کی کوشش کرتے ہیں۔(العیاذ باللہ)

(۲)وقولہ تعالی: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبۃ ۱۲۲)

اور نہیں مؤمنین پر یہ کہ نکلیں سب کے سب تو کیوں نہ ہوا یہ کہ نکلتا ہر ایک سے ایک فرقہ تاکہ سمجھ اور تفقہ حاصل کرتا دین میں اور ڈراتا اپنی قوم کو جب لوٹ کر واپس آتا تاکہ وہ (برے کاموں سے) بچتے۔

وجہ الاستدلال: انھم ذکروا فی الآیۃ توجیھین وعلیھما فاللّٰہ تعالی اوجب علی المنذَر (اسم مفعول) تقلیدا لمنذِر (اسم فاعل) اھ۔

(ملخص تفسیر احمدی:ص:۴۸۲)

وجہ استدلال: یہ ہے کہ مفسرین نے اس آیت کی دو توجیہ بیان فرمائی ہیں۔ جس کی بناء پر اللہ تعالٰی نے ڈرائے ہوئی قوم کو ڈرانے والی قوم کی تقلید کو ضروری فرمایا۔

(۳) وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (لقمان۱۵)

اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں۔ تو ان کا کہنا نہ مان اور نہ انکا ساتھ دے دنیا میں اچھی طرح اور اس کی راہ کی پیروی کر جو میری طرف رجوع لایا۔

وجہ الاستدلال: ان اللّٰہ تعالی امر باتباع العلماء والصلحاء اھ ۔

(تبصیر الرحمٰن:ج:۲:ص:۱۴۵، خازن:ج:۳:ص:۴۴۰ بالمعنی ملخصا)

وجہ استدلال: یہ ہے کہ باری اقدس نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے علماء مجتہدین اور صلحاء کی تابعداری پر امر فرمایاہے۔

حضرات! جو لوگ تقلید کو حرام اور بدعت اور شرک جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ لوگ قرآن وحدیث کے صحیح مقصد سے ناواقف ہیں۔ اپنی خواہش نفسانی کے پیرو ہو کر قرآن وحدیث کو برائے نام وناموس مقتدیٰ بتاتے ہیں۔

(۴) وقولہ تعالٰی: وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (الأنبياء۷)

اور نہیں بھیجے ہم نے تم سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں تو پوچھ لو اہلِ ذکر سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

وجہ الاستدلال: الاخذ بقول الفقیہ ھو المرجع الواجب علی من لم یعلم وھو التقلید اھ۔

(عنایہ ثم چلپی فصل البیر:ص:۱۵، اتحاف المرید وحاشیۃ الامر:ص:۱۱۵، فتح المبین لابن حجر:ص:۲۸۴،۵۰٦)

وجہ استدلال: یہ ہے کہ جن لوگوں میں اجتہاد مطلق کی علمی لیاقت نہ ہو تو ان پر مجتہد مطلق کی تقلید کرنے کا فریضہ ضرور عائد ہو جاتا ہے۔ اور یہی تقلید ہے۔

فان قیل: ھٰذہ الآیۃ نزلت فی علماء اھل الکتاب (فقط) فلایصح الاستدلال بھا۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کے رھبان اور احبار کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس سے علمائِ اسلام کیلئے استدلال صحیح نہیں ہے۔

قلنا: اولاً انها نزلت فی علماء الاسلام اھ۔

(خازن:ج:۳:ص:۲۵۴)

ثانیاً انها نزلت فی اهل الشرف من علماء الامم اھ۔

(تبصیر الرحمٰن:ج:۲:ص:۲۸)

فشملت علماء الاسلام۔

ہم جواب دینگے کہ یہ آیت علمائِ اسلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(خازن)دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ آیت علماء میں سے مشرف (صاحب شرافت) لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تبصیر)تو یہ تمام علمائِ اسلام کو شامل ہے۔

وثالثًا ان العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب اھ۔

(مدارک: سوره الفجر:ج:۴:ص:۳۷۹ واحمدی فاتحہ:ص:۲٦)

فاوجب الله تعالی علی کل واحد من المجتهد فی المذہب والمجتهد فی المسئلة وغیرهما تقلید المجتهد المطلق لعلمہ بما لایعلمونہ اھ۔

(بالمفهوم تحریر الاصول وشرحہ وشرح عقود رسم المفتی:ص:۳۰، مسلم الثبوت وغیرها)

تیسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کے لفظ کا عموم معتبر ہے۔شانِ نزول کی کسی خصوصیت کا اعتبار نہیں۔(اس لئے قرآن عظیم کے جوامع الکلم ہونے کو تمام فِرقِ اسلامیہ مانتے ہیں) پس اللہ تعالیٰ نے مجتہد فی المذہب اور مجتہد فی المسئلہ وغیرھا پر مجتہد مطلق کی تقلید فرض فرمایا کیونکہ وہ جانتا ہے اجتہاد مطلق کی وجہ سے ان معلومات کو کہ جن کو باقی لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

بڑی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب اس پُر فتن دَور میں ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ان کی علمی لیاقت کچھ بھی نہیں۔اور غلط دعویٰ کے لحاظ سے امام اعظم سے اپنے آپ کو بڑھ کر تصور کرتے ہوئے گمراہ ہو جاتے ہیں۔(العیاذ باللہ)

(۱) روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ وجابر رضی اللہ تعالی عنہ قالا خرجنا فی سفر فاصاب رجلا منا حجر فشجہ فی رأسہ فاحتلم۔ فسأل اصحابہ هل تجدون لی رخصۃ فی التیمم۔ قالوا ما نجدک رخصۃ وانت نقدر علی الماء۔ فاغتسل فمات۔ فلما قدمنا علی النبی ﷺ فاخبر بذلک فقال قتلوہ قتلهم اللہ تعالی الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السوال۔

(رواہ ابو داؤد ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب التیمم:ص:۴۷)

حضرت ابن عباس وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ سفر میں نکلے۔ ہم میں سے ایک شخص کا سر زخمی ہوا اور احتلام بھی ہوا۔ تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تیمم کرنے کی اجازت ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کو رخصت نہیں کیونکہ آپ پانی پر قدرت رکھتے ہیں۔ پس اس نے غسل کیا اور انتقال ہو گیا جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو انہوں نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو قتل کر دے۔ جب خود نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں؟ بیشک جہالت کا علاج سوال (پوچھنا) ہے۔

حضرات محترم: انصاف فرمایئے! آپ ﷺ کی حدیث میں چار جملے ہیں۔ (۱)قتلوہ (۲) قتلهم اللہ (۳) الا سألوا (۴) فانما شفاء العی الخ۔ کہ مجتہد مطلق مستقل کی تقلید کرنا اہم ضروری فرض ہے۔ جس کے بغیر گنہگار ہو کر اللہ تعالی اور حضور ﷺ کے مخالف ہو گیا۔ (وہابیہ حضرات اپنی جان کی فکر کریں)

(۲) وروی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ ﷺ لما بعثہ الی الیمن قاضیا قال کیف تقضی قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فیہ قال

فبسنۃ رسول اللہ ﷺ قال فان لم تجد فیہ قال اجتھد برائی ولاآلو۔ قال فضرب رسول اللہ ﷺ علی صدری وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ ﷺ لما یرضی بہ رسولہ ﷺ۔

(رواہ الترمذی، ابو داؤد، الدارمی اٰہ، مشکوٰۃ باب العمل فی القضاء:ص:۳۱٦)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔ تو فرمایا کہ آپ فیصلہ کیسے کرینگے تو میں نے کہا کہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی کتاب پر فیصلہ کرونگا۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں اگر فیصلہ (حکم) نہ پائے تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر فیصلہ کرونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سنت رسول ﷺ میں حکم موجود نہ ہو تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرونگا۔ پس آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر مارا اور فرمایا کہ حمد ثابت ہے اس ذات کیلئے جس نے اپنے رسول کے رسول کو اس بات کی توفیق دی جس سے اس کا رسول ﷺ راضی ہوتا ہے۔

اس حدیث میں اجتہاد اور تقلید صریح موجود ہے۔ وہابیہ کا توجہ کرنا ضروری ہے۔

(۲) روی عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی بعدی فاوحی الیَّ یا محمد ﷺ ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھم اقوی من بعض ولکل نور۔ فمن اخذ بشئ سماھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدًی۔ قال قال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

(رواہ رزین اٰہ مشکوٰۃ:ص:۵۴٦ منقب ابی بکر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اپنے صحابہ کے میرے بعد اختلاف کرنے کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ آپ ﷺ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اور بعض بعض سے قوی ہیں۔ اور ہر ایک کیلئے نور ہے۔ پس جس نے بھی ان اصحاب کے اختلاف میں کوئی چیز (یعنی کدی بھی طریقے پر عمل کیا) تو وہ میرے نزدیک صاحب ہدایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس جس کی بھی تم اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے۔

عزیزانِ گرامی: مندرجہ بالا حدیث سے یہ باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) اجتہاد شرع ہے

(۲) مقلد ہدایت یافتہ ہے

(۳) صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اختلاف کو اللہ تعالیٰ نے حسن اور اچھا فرمایا ہے اور ہدایت بنایا ہے۔

اور حضور ﷺ نے اسی اختلاف کو ہدایت قرار دیکر تقلید کا نجات فرمایا۔ آئمہ اربعہ کے اختلاف کو جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اختلاف پر یقیناً مبنی ہے صحیح اور رحمت ماننا ضروری ہے۔

صرف چار مذاہب کی تقلید کی فرضیۃ
اجماعِ امت سے بخوبی ظاہر اور صریح ہے

(١) انہ وقع الاجماع علی ان الاتباع ای التقلید انما یجوز للآئمۃ الاربعۃ رضی اللہ تعالی عنہم۔ فلایجوز الاتباع لمن حدث مجتھدا مخالفًا لھم اھ۔

(تفسیر احمدی، اشباہ، تحریر الاصول لابن الھمام، مسلم الثبوت لمحب اللہ بہاری، نھایۃ المراد شرح مقدمہ ابن الغماد، فتح المبین شرح الاربعین لابن حجر، شرح سفر السعادۃ لعبد الحق الدھلوی، الفتوحات الوھبیۃ لابراھیم المالکی، رسائل ابن عابدین شامی:ج:اول قبیل رسم المفتی، نور الھدی من شرح جامع الصغیر، اذکار النووی ثم فتح المبین فی کشف مکاید غیر المقلدین:ص:٤٦٦، اتحاف المرید شرح جوھرۃ التوحید، شرح جمع الجوامع للسیوطی، شرح الاربعین للنووی من امام الحرمین، عین العلم للقاری، میزان الکبرٰی للشعرانی، طحطاوی، حجۃ اللّٰہ البالغۃ لولی اللّٰہ الدھلوی)

اُمّۃ مرحومہ نے آئمہ اربعہ کی تقلید پر اجماع فرمایا ہے۔ اور جو شخص ان آئمہ اربعہ کی مخالفت کرے تو ان کی تقلید ضروری بلکہ جائز بھی نہیں۔

(٢) الاجماع قد حصل علی حقیقۃ المذاہب الاربعۃ وتخلف ذٰلک فیما سواھا وان الامۃ جمیعھا قد تلقت المذاہب الاربعۃ بالقبول ولم یحصل ذٰلک لغیرھا اھ۔

(مزید وتجنیس علی ما فی فتوی الحرمین الشریفین، عقد الجید لولی اللہ الدھلوی، عمدۃ المرید، خیرات الحسان الکفایۃ، تقریر شرح التحریر، شرح سفر السعادۃ، صراط مستقیم، میزان الکبرٰی وغیرھا)

امۃ مرحومہ کا اجماع چاروں مذاہب کے حق ہونے پر ہے۔ اور باقی مذاہب حق سے جدا ہیں۔ اور ساری امت نے چاروں مذاہب کو قبول کیا۔ یہ قبولیت کسی دوسرے مذہب کو حاصل نہیں ہے۔

(٣) الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذہب محدث بعد الآئمۃ الاربعۃ اھ۔

(تحریر ابن الھمام ثم الاشباہ فن اول، قاعدہ اولی، ثم فتوی الحرمین:ص:١٥، جواب الحرمین:ص:٤٢)

امۃ مرحومہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آئمہ اربعہ کے بعد کسی نئے مذہب پر عمل نہ کریں حضرات وہابیہ، نیچریہ، قادیانیہ وغیرھم کے مذاہب پر عمل کرنا اجماعًا حرام ہے۔

(۴) فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلھم وقد قال اللہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم ط وساء ت مصیرا۔

(تفسیر مظھری ثم عقد الجید:ص:۱۱)

مذاہب اربعہ کے مخالف قول کے باطل ہونے پر اجماع مرکب ہے۔(اجماع کی مثبت دلیل)
اور جو خلاف کرے رسول کا بعد اس کے کہ حق کھل گیا اور پیروی کرے مؤمنین کی راہ سے جدا تو ہم اسے اسی گمراہی پر چھوڑ دیں گے اور پہنچائیں گے اسے جہنم میں اور بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

قارئین حضرات: حاصلِ کلام یہ ہے کہ اجماع مسلمانوں کا راستہ ہے اس پر جانا واجب ہے اور مخالفت حرام ہے۔

(۵) والانصاف ان انحصار المذاہب فی الاربعۃ واتباعھم فضل الھی وقبولیۃ من عند اللہ تعالی۔ لا مجال فیہ۔ (ای لاضرورۃ فیہ)

(للتوجیھات والادلۃ اہ تفسیر احمدی: ص:۵۲۷)

قول بسبب ھٰذا الفضل الالھی والقبولیۃ انعقد الاجماع المذکور فظھر ان خلاف التقلید خلاف الفضل الآلھی وخلاف القبولیۃ من عند اللہ تعالی۔

انصاف یہ ہے کہ مذاہب کا چار میں منحصر ہونا اور ان کی تقلید کرنا اللہ تعالیٰ کا فضل اور قبولیت ہے۔ اس کی توجیہات اور دلائل کی ضرورت نہیں۔ مگر وہابیہ ہمیں مجبور کرتے ہیں اس لئے قرآن وحدیث اور اجماع سے دلائل ذکر کرنا پڑتا ہے۔ وہابیہ نے مذہب سے انکار کرتے ہوئے اصل میں قرآن وحدیث اور اجماعِ امت سے انکار کیا۔(اعاذنا اللہ تعالی منہ)

حضراتِ محترم: آپ انصاف فرمایئے کہ جب قرآن وحدیث منیف اور اجماعِ امت چار مذاہب کی تقلید ضروری بتاکر ان کی مخالفت کی تقلید کو حرام اور ناجائز فرماتے ہیں تو پھر اس سے غفلت اور خلاف کرنا کیسا ہے؟ آپ خود اندازہ لگایئے۔

مذہب کے فوائد۔ اور اس کی مخالفت میں نقائص

مذہب کے فوائد کثیرہ ہیں اور اس کے بالمقابل مخالفتِ مذہب میں نقصان ہے۔

(۱) قال ولی اللہ الدھلوی اعلم ان الاخذ بھٰذہ المذاھب الاربعۃ فیہ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنھا مفسدۃ عظیمۃ۔

(عقد الجید)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ چاروں مذہبوں پر عمل کرنے میں بہت فوائد ہیں۔ اور مخالفتِ مذاہب اربعۃ میں بہت فساد ہے۔

(۲) ھٰذہ المذاھب الاربعۃ المدوّنۃ المحررۃ قد اجمعت الامۃ علی جواز تقلیدھا الی یومنا ھٰذا۔ وفی ذٰلک من المصالح ما لایخفی۔ لاسیما فی ھٰذہ الایام التی قصرت الاھمم جدا۔ واشربت النفوس الھویٰ واعجب کل ذی رأی برأیہ۔

(حجۃ اللہ البالغۃ)

مروّج اور مدوّن چار مذاہب کی تقلید کے جواز پر امت کا اجماع ہوا ہے۔ جو آج تک منعقد ہے۔ اور اس میں وہ عظیم مصلحتیں ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ خاص کر یہ زمانہ کہ اس میں لوگوں کی ہمتیں کم پڑھ گئی ہیں۔ اور نفوس خواہشات نفسانی کے تابع ہوگئے۔ اور ہر آدمی اپنی رائے کو پسند کرتا ہے۔

(۳) قال الامام الشعرانی نقلا عن سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالی وجب علیک التقلید بمذہب واحد خوفا من الوقوع فی الضلال اھ۔

(میزان الصغریٰ)

امام شعرانی اپنے مرشد حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مذہب کی تقلید تم پر واجب ہے۔ تاکہ گمراہی میں گر نہ جائیں۔

تھوڑی سی تفصیل یہ ہے کہ تقلید کرنے میں:

(۱) قرآن کی اتباع ہے

(۲) حدیث صحیح کی اتباع ہے

(۳) اجماع امت کا تابع ہے

(۴) فضلِ الٰہی اور قبولیتِ خداوندی کی تسلیم ہے

(۵) قاصر ھمّت مکلفوں کو فارغ کرنا ہے

(۶) خواہشاتِ نفسانی (اعدی عدوک ما بین جنبیک) سے بچنا ہے۔

(۷) اپنی رائے کو پسند کرنا (جو فتن میں سے ہے) سے محفوظ ہو جانا ہے۔

(۸) گمراہی سے بچنا یعنی گمراہی سے پاک وصاف رہو گے۔

یہ آٹھ امور مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہو گے۔

(۹) اپنی دینی امانت میں خیانت کرنے سے مامون ہونگے۔ بمصداق ’’انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال الی قولہ تعالی انہ کان ظلوما جھولا‘‘۔

(۱۰) اپنے مشغول ذمہ کو بذریعہ تقلید پاک وصاف کرو گے۔

(۴) لایجوز تقلید غیر الآئمة الاربعة ابی حنیفہ، مالک، الشافعی، واحمد بن حنبل لان ھٰولاء عرفت مذاہبھم واستقرت احکامھم وخدمھا تابعوھم وحرروھا فرعا فرعا وانطبقت بالنصوص وجمعوا المسائل فی الفصول وفصلت مجملاتھا واوضحوا طرق النظر ودونوا المذاہب بالنقل المتواتر شرقا وغربا، شمالاً وجنوبا۔ بخلاف مذاہب غیرھم فی جمیع ذٰلک۔

(الفتح المبین لابن حجر:ص:۵۰۵، فتوی الحرمین:ص:۱۵، مزیل الشبہات:ص:۱۳، تحریر الاصول لابن الھمام ثم فتوی الحرمین: ص:۱۵، نظام الاسلام، فتح المبین فی کشف مکاید غیر المقلدین: ص:۴۰۷، اطایب الصیب:ص:۴۱۰)

آئمہ اربعہ کے سواء کسی کی تقلید جائز نہیں۔ کیونکہ ان کے مذاہب معروف اور احکام مقرر ہیں۔ اور ان کے تابعین نے ان کی خدمت کی ہے۔ اور الگ الگ مسائل صاف بیان کر کے اپنی اپنی فصل میں جمع کیا ہے۔ اور دلائل کے مطابق کر دیا۔ مجملات کو واضح وظاہر کر کے نظر کے طریقوں کو صاف بتایا۔ اور تمام دنیا میں مذاہب کو نقل متواتر سے مروّج کیا۔ اور باقی علماء کے مذاہب اس مقام کے نہیں۔

انہی مذاہب کی تقلید عین شریعت ہے اس کے علاوہ شریعت سے خلاف ہے۔

حضرات:

اول: اس فوائد عشرہ کے علاوہ اور فوائد بھی ہیں اسی پر اکتفا ہوا۔

دوم: ہر فائدہ کے مقابل نقصان ہے۔

دیکھئے تقلید کو شرک کہنے میں:

(۱) قرآن کی مخالفت　　(۲) حدیث کی مخالفت

(۳) اجماع کی مخالفت　　(۴) فضلِ الٰہی کی مخالفت

(۵) قاصر مکلّف کا ذمہ مشغول رہنا　　(۶) ہوائ نفسانی میں گرنا

(۷) گمراہ ہونا　　(۸) امانتِ اسلامی میں خیانت کرنا

(۹) غیر منضبط تقلید سے پلید ہونا۔

مذہب اسلام عقائد فروع کا نام ہے

مذہب اسلام وہی عقائد و فروع ہے جو قرآن شریف، احادیث، اجماع اور قیاس یعنی اجتہاد سے ثابت ہوا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔

(۱) ادلة الشرع اربعة ۔ الکتاب والسنة واجماع الامة والقیاس الشرعی اٰہ ۔

(کتب اصول الفقہ)

شرع کے دلائل چار ہیں: قرآن شریف، حدیث، امۃ مرحومہ کا اجماع اور شرعی قیاس یعنی اجتہاد۔

حضرات: ان چاروں کے دلائل قرآن وحدیث میں بہت زیادہ ہیں اختصاراً بطورِ مشت نمونہ خروار بیان کرتا ہوں۔

(۱)کقوله تعالى: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء ۵۹)

(احمدی، خازن، مدارک، معالم وغیرہ)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی (قرآن کی) اور رسول اللہ ﷺ کی (سنت کی)۔ اور تابعداری کرو صاحب امر یعنی علماء (مجتہدین کی)۔

(۲) وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيراً (النساء ۱۱۵)

اور جو خلاف کریں رسول کا بعد اس کے کہ حق کھل گیا اور پیروی کرے مؤمنین کی راہ سے جدا تو ہم اسے اسی گمراہی پر چھوڑ دیں گے اور پہنچائیں گے اسے جہنم میں اور بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

مسلمانوں کا راستہ اجماع ہے۔ جس کی مخالفت حرام اور موجب جہنم ہے۔ اس لئے اس کی تابعداری ضروری ہے۔ مگر وہابیہ کے اکابر ابن تیمیہ وغیرہ قرآن کے صحیح مفہوم سے ناواقف ہیں اس لئے اجماع اور قیاس سے انکار کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالی)

"الفرقة الناجية اهل السنة والجماعة قد انحصرت فی المذاهب الاربعة لان الشريعة المتواترة من هٰذه المذاهب ماوجدت فی الدنيا ولان الاصول والفروع فی غيرها لمتنضبط فلامحالة انحصرت الشريعة فی المذاهب الاربعة المتواترة۔ فمن كان خارجا من هٰذه المذاهب الاربعة فی هٰذا الزمان فهو اهل البدعة والنار ومتبع الشيطان اھ"۔

(الفتح المبين :ص:۵۰۵، اطايب الصيب:ص:۱۰، فتوی الحرمين:ص:۱۵، مزيل الشبهات:ص:۱۳، الفتوحات الوهبية لابراهيم المالكی، اتحاف المريد، ميزان الكبریٰ، نهاية المراد وغيرها)

فرقہ نافیہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے جو چار مذاہب میں منحصر ہے۔ کیونکہ مذاہب اربعہ کے علاوہ دنیا میں شریعت متواترہ موجود نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ چاروں مذاہب کے بغیر کسی مذہب کے اصول وفروع منضبط نہیں ہیں۔ تو مجبوراً مذاہب اربعہ متواترہ میں شریعت منحصر ہوگی۔ تو جو شخص اس زمانے میں مذاہب اربعہ سے باہر ہوا وہ مبتدع اور جہنمی ہے اور شیطان کا تابع ہے۔

میں کہتا ہوں غالبًا آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ مذہبِ اسلام وہی عقائد و فروع کا نام ہے جو قرآن شریف اور حدیث اور اجماع اور قیاسِ شرعی سے بذریعہ صحیح اجتہاد ثابت کیا گیا ہو۔ جو آج تک صرف چار مذاہب میں موجود ہے۔

اور اگر نفوس قاصر العلم والھمت، مخلوط الھوی معجب برائھا اہل شر القرون کی رائے سے قرآن وحدیث کے مطالب معلوم کرنا بفرضِ محال درست تسلیم کرنا فرض کروں تو ضروری ہے بلکہ لازم اشد ہو گا کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیلاً حدیث تیسیر: ص:۴۲ آنے والی ہے۔ باوجود صحبتِ نبوۃ اور اہل اللسان اور خیر القرون ہونے کے ان کا اس آیۃ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرۃ۱۸۷) کا ترجمہ اور مطلب لینا درست تسلیم ہوتا مگر حضور ﷺ نے ممنوع قرار دے دیا۔ پس چہ جائیکہ وہابی کی رائے سے ترجمہ اور مطلب لینا۔

اور مجاہدین اصحابِ رسول اللہ ﷺ جن کی حدیث حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مفصل آنے والی ہے۔ باوجود صحبتِ نبوۃ، اہل اللسان العربی اور خیر القرون ہونے کے ان کا ترجمہ اور مطلب لینا اس آیۃ:وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا (النساء۴۳) سے وہابیہ کے خیال کے مطابق درست تسلیم کرنا ضروری تھا مگر حضور اقدس ﷺ نے سب کچھ ممنوع قرار دیا ہے۔ بلکہ تقلید کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ افسوس مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ دیکھنے سے تمہاری حالت کیوں بدلی۔

ببین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔

چاروں میں مذاہب کا حصر ضروری ہے اور اس کے علاوہ دیگر مذاہب بدعت سیئہ ہیں۔

عن جابر وربیعۃ الجرشی رضی اللہ تعالی عنہما قالا أُتی نبی اللہ ﷺ فقیل لم لتنم عینک ولتسمع اذنک ولیعقل قلبک قال فنامت عینی وسمعت اذنای

وعقل قلبی قال فقیل لی سید بنی دارًا فضع فیها مادیۃ وارسل داعیا فمن اجاب الداعی دخل الدار واکل من المادبۃ ورضی عنہ السید ومن لمیجب الداعی لم یدخل الدار ولم یاکل من المادبۃ وسخط علیہ السید قال فاللہ السید ومحمد ﷺ الداعی والدار الاسلام والمادبۃ الجنۃ۔

(رواہ الدارمی مشکوٰۃ باب الاعتصام:ص:۲۹)

ترجمہ: حضرت جابر اور حضرت ربیعہ الجرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس فرشتے آئے پس آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کی آنکھ سو جائے اور آپ ﷺ کے کان سن لیا کریں۔ اور آپ ﷺ کا دل سمجھ لیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرے کان سنتے ہیں اور میرا دل جانتا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ ہمارے سردار نے ایک گھر بنایا جس میں کھانا تیار کیا اور ایک بلانے والے کو ارسال کیا پس جس نے دعوت دینے والے کی بات مان لی اور گھر میں داخل ہو کر اس طعام سے کچھ کھایا تو سردار راضی ہوا۔ اور جس نے داعی کی بات نہ مانی اور گھر میں داخل نہ ہوا اور کچھ نہ کھایا تو سردار ناراض ہوا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سید (سردار) ہے اور محمد ﷺ داعی ہیں اور اسلام گھر ہے اور جنت (کی نعمتیں) کھانا ہیں۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ حدیث میں اسلام کو بلفظ دار چار جملوں میں تعبیر کیا ہے۔ اور دار غالبا چار دیواروں سے محفوظ و محدود ہوتا رہتا ہے۔ تو ایسا ہی اسلام چاروں مذاہب سے محفوظ و محدود ہے۔ یہ فضلِ خداوندی ہے یہ حجۃ اقتناعیہ ہے۔

(۲) وقد انحصرت بشارۃ النبی ﷺ بعلم الائمۃ الاربعۃ من العلماء منھم دون غیرھم۔

حضور ﷺ نے چاروں اماموں کے متعلق خصوصًا اپنی امت کو علمی بشارت دی ہے۔

(۱) روی البخاری عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنہ والشیرازی و البطرانی عن قیس بن سعد بن عبادة والطبرانی عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنهم ان النبی ﷺ قال لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس اھ۔ واللفظ للبخاری قال الحافظ المحقق الجلال السیوطی ھٰذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارة بابی حنیفة رضیا لله تعالی عنہ وهو الظاهر بلاشک لانہ لم یبلغ فی العلم مبلغہ ولامبلغ اصحابہ احد من ابناء فارس اھ۔

(ملخصا، الخیرات الحسان:ص:۱۴،۶۳، علامہ شامی:ج:۱:۳۷، شرح المواهب)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر علم ثریا تک بھی پہنچ جائے تو ضرور فارس کے لوگوں میں سے ایک آدمی اس کو پالے گا۔

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارة میں صحیح اور مضبوط دلیل ظاہر ہے۔کیونکہ اہلِ فارس میں کوئی بھی امام اعظم یا ان کے شاگردوں کے علم کے برابر نہیں ہے۔

(۲) ان النبی ﷺ قال یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلایجدون اعلم من عالم المدینة اھ۔ قال العلماء عالم المدینة مالک رحمہ الله تعالی۔

(الخیرات الحسان:ص:۱۴)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب لوگ اونٹوں کے جگر مار کر علم حاصل کرینگے لیکن مدینہ کے عالم سے بڑا عالم نہیں ملے گا۔

علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

(۳) ان النبی ﷺ لاتسبوا قریشا فان عالمها یملأ الارض علمًا اھ۔ ھو حدیث حسن لہ طرق کثیرۃ وزعم بعضھم وضعہ وزیغوہ وشنعوا علی زاعمہ ومخترعہ۔ قال العلماء عالم قریش الشافعی۔

(الخیرات الحسان: ص:۱۴)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کو گالی نہ دیں اسلئے کہ قریش کا عالم ساری زمین کو علم سے بھر دیگا۔ یہ حدیث بہت طریقوں کی وجہ سے حسن ہے۔ موضوع ہونے کا خیال غلط ہے۔

علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قریش کے عالم صرف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

(۴) ان الامام الشافعی لما کان فی المصر رأی فی المنام سید المرسلین ﷺ یقول لہ بشِّرْ احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی بالجنۃ علی بلوًی تصیبہ فانہ یدعی الی القول بخلق القرآن فلایجیب لذٰلک بل یقول ھو منزَّل غیر مخلوق۔ فلما اصبح الشافعی کتب ماراٰہ فی المنام وارسلہ مع الربیع الی احمد بن حنبل فی بغداد۔ فلما دخل علیہ قال ھٰذا کتاب اخیک الشافعی ففتحہ وقرأہ وبکی وقال ماشاء اللہ ولاقوۃ الا باللہ ثم اخبرہ بما فیہ اھ۔

(حیٰوۃ الحیوان:ج:۱:ص:٦٨)

ترجمہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جب مصر میں تھے تو آپ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ امام احمد بن حنبل کو جنت کی بشارت دو۔ کیونکہ اس کو یہ مصیبت پہنچے گی کہ اسے قرآن کو مخلوق کہنے کیلئے دعوت دی جائے گی اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا انکار کرتے ہوئے فرمائے گا کہ نہیں بلکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ جو مخلوق نہیں۔ پس امام شافعی نے خواب کا واقعہ لکھ کر حضرت ربیع کے ہاتھ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف ارسال فرمایا۔

حضرت امام احمد پڑھ کر رونے لگے اور ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑھ کر اس کی حضرت ربیع کو خبر دی۔

واما الائمة الوهابية ابن تیمیہ وابن قیم وابن حزم ومحمد بن عبد الوهاب فلم یوجد البشارة فی حقهم منه علیہ الصلوٰة والسلام بل شَنَّعَ علیهم غایة التشنیع فی الاحادیث الصحیحة منها! روی البخاری عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنهما فی حدیث البرکة قوله ﷺ هناک الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان اھ۔

مگر وہابیہ کے اکابر ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حزم اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے حق میں کوئی بشارۃ نہیں۔ بلکہ بہت سی احادیث میں ان کی برائی بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہے کہ امام بخاری حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نجد میں زلزلے اور فتنے ہونگے۔ اور وہاں شیطان کی سنگ نکلے گا۔

تو محمد بن عبد الوہاب نجدی جو متبعِ ابن تیمیہ، ابن قیم اور ابن حزم ہے اس نے اپنی کتاب ''کتاب التوحید'' وغیرہ میں ان کے اقوال بطورِ دلیل پیش کیے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(۳) ان اصحاب المذاهب الاربعة مدحهم الامة المرحومة اعتقاداً وعلمًا عملاً واخلاقًا علی مافی کتبهم المعتمدة۔ واعترف الامة المرحومة بکونهم اهلا للاجماع باثبات الاجتهاد والعدالة لهم وبنفی البدعة والهواء والفسق عنهم کما فی کتب علم اصول الفقه بحث الاجماع۔

ترجمہ: امت مرحومہ نے آئمہ مجتہدین اربعہ کا ازروئے عقیدۂ علم، عمل اور اخلاق کی تعریف کی ہے۔ جو معتبر کتابوں میں ہے۔ امت مرحومہ نے مان لیا کہ آئمہ اربعہ اصحاب اجتہاد وعدل ہو کر اجماع کے اہل ہیں۔ اور ان میں نہ بدعت ہے نہ فسق اور نہ خواہشاتِ نفسانی۔

واما الوھابیۃ فھم ذوو بدعۃ وھوًی وفسق ولم یمدحھم احد بحسن الاعتقاد کما فی کتب الاصول بحث الاجماع وغیرھا۔

ترجمہ: مگر وہابیہ فاسق اور مبتدع اور اہلِ ھواء ہیں۔ اور ان کی کسی نے بھی تعریف نہیں کی۔

(۴) ان مذاہبھم متواترۃ لما قالوا یجب ان لایختار فی الدین طریقۃ الا مارتضاہ السلف والخلف وتلقتہ الامۃ کلھا بالقبول۔ وحصل اجماع العلماء علی حقیقتہ عصرا بعد عصر وتواترت روایتہ ونقلہ ولم یوجد المتصف کذٰلک الا المذاہب الاربعۃ بخلاف غیرھا فما ارتضاہ ولاتلقاہ ولم یوجد الاجماع علیہ وماتواتر نقلہ مثلھا فلایلتفت الیہ ولایعوّل علیہ۔

(فتوی الحرمین:ص:۱۷، نہایۃ المراد شرح مقدمۃ ابن العماد، نظام الاسلام ثم مزیل الشبھات:ص:۱۴، اطایب الصیبْلسل ۱۰، الفتح المبین: ص:۵۰۵)

ترجمہ: چاروں مذاہب متواتر ہیں۔ جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ واجب ہے کہ اسلام میں کوئی طریقہ اختیار نہ کریں۔ مگر وہ جس کو سلف وخلف نے پسند کیا ہو اور امت مرحومہ نے قبول کیا ہو۔ اور اس کی حقیقت پر ہر زمانہ کے حقانی علماء کا اجماع ہو۔ اس کا نقل متواتر ہو۔ پس یہی ساری باتیں (اصول) صرف مذاہب اربعہ میں پائی جاتی ہیں۔ باقی مذاہب (وہابیہ کا ہو یا غیر کا) نہ پسند ہے۔ نہ قبول عام ہے۔ نہ اس پر اجماع ہے۔ نہ متواتر ہے۔ لہٰذا ان کی طرف التفات نہ کریں۔ اور نہ اعتماد کریں۔

(۵) لایجوز تقلید غیر الآئمة الاربعة لانهم عرفت قواعدهم وقد انطبقت بالنصوص وحرروا وهذبوا المسائل وفرعوها حکما حکما وبینوا شروطها وقیودھا۔ وبوّبوا الابواب وجمعوا المسائل فی الفصول وفصلت مجملاتها واوضحوا طرق النظر ودوّنوا المذاہب وخدمها تابعوهم بالنقل المتواتر شرقا وغربا وجنوبا وشمالا بخلاف مذاہب غیرهم فی جمیع ماذکرت اھ۔

(فتح المبین شرح الاربعین لابن حجر المکی:ص:۵۰۵، فتوی الحرمین:ص:۱۵، مزیل الشبهات:ص:۱۳، تحریر الاصول، نظام الاسلام، فتح المبین فی کشف مکاید غیر المقلدین:ص:۴۰۷، اطایب الصیب:ص:۱۰)

ترجمہ: آئمہ اربعہ کے سوا کسی اور کی تقلید جائز نہیں کیونکہ ان کے قواعد معروف ہیں۔ جن سے آیات واحادیث موافق ہیں۔ اور مسائل کو واضح اور صاف کیا ہے۔ مسائل کے شروط اور قیود کو بیان فرمایاہے اور الگ الگ بابوں کو مقرر کیاہے۔ اور مسائل کو اپنی فصلوں میں جمع کیاہے۔ مجمل احکام کو مفصل کیاہے۔ نظر کے طریقوں کو واضح کیاہے۔ اور انہی مذاہب کو مروّج کیاہے۔ آئمہ اربعہ کے تابعداروں نے اپنے اپنے مذاہب کی ایسی خدمت کی ہے جو نقل متواتر سے شرقا غربا جنوبا شمالا پھیل گیاہے۔ مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی اور مذہب میں یہ چیزیں نہیں پائی جاتیں ہیں۔

حصرِ مذاہب اربعہ پر اجماعِ امت ہے

(۱) انه وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للآئمة الاربعة فلایجوز الاتباع لمن حدث مجتهدًا مخالفا لهم اھ۔

(اثنین وعشرون کتابا ذکرتها فی اثبات التقلید)

ترجمہ: امت مرحومہ کا اجماع اس بات پر ہے کہ تقلید جائز نہیں مگر چاروں اماموں کی۔ پس بعد میں جو مجتہد پیدا ہوئے جو آئمہ اربعہ سے مخالف ہیں تو ان کی تقلید جائز نہیں۔

(۲) الاجماع قد حصل علی حقیقة المذاہب الاربعة وتخلف ذٰلک فیما سواھا وان الامة جمیعھا قد تلقت المذاہب الاربعة بالقبول و لم یحصل ذٰلک لغیرھا اٰہ۔

(قد نقلته عن عشرة کتب فی اثبات التقلید)

ترجمہ: امت مرحومہ کا اجماع چاروں مذاہب کی حقانیت پر ہے۔ اور باقی مذاہب حق سے جدا ہیں۔ ساری امت نے مذاہب اربعہ کو قبول کر لیا ہے۔ یہ مقبولیت کسی اور مذہب کو حاصل نہیں۔

(۳) الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذہب محدث بعد الآئمة الاربعة اٰہ۔

(قد مر نقله من اربعة کتب فی اثبات التقلید)

ترجمہ: بے شک امت مرحومہ کا اجماع منعقد ہوا کہ کسی نئے مذہب پر جو آئمہ اربعہ کے بعد پیدا ہوا ہے عمل نہ کریں۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ عبارت اولیٰ وثانیہ میں ایجاب وسلب دونوں صریح الفاظ میں ہیں۔ اور عبارت ثالثہ میں سلب صریح ہے۔ اور ایجاب ضمنی ہے۔ لہٰذا یہی اجماع جیسا تقلید کا مثبت ہے ایسا حصر کا بھی ہے۔ اسی بناء پر دونوں جگہ ذکر ہوا۔

مذہب سے بحسبِ ظاہر مخالف آیۃ، حدیث پر عمل کرنے میں بہت زیادہ نقائص ہیں

(۱) فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (صٓ ۲۶)

ترجمہ: لوگوں میں انصاف کے ساتھ حکم کرتے رہو۔ اور آئندہ بھی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ خدا کے راستے سے آپ کو بھٹکا دے گا۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ خداوندِ قدیر نے حق اور ھویٰ کا مقابلہ کر کے ھویٰ کو ضلالت فرمایا۔ پس جب قرآن وحدیث اور اجماعِ امت نے مذاہب اربعہ کو حق قرار دیا تو ان کی مخالفت کرنے والا ھویٰ اور ضلالت کا تابع ہوا۔

(۲) عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال خرجنا فی سفر فاصاب رجلا منا حجر فشجہ فی رأسہ فاحتلم فسأل اصحابہ ھل تجدون لی رخصۃ فی التیمم قالوا ما نجدک رخصۃ وانت تقدر علی الماء فاغتسل فمات فلما قدمنا علی رسول اللہ ﷺ اخبر بذٰلک فقال ﷺ قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السوال۔

(رواہ ابو داؤد، کذا عن ابن عباس اخرجہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب التیمم:ص:۴۷)

(ترجمہ گزر چکا ہے)

وجہ استدلال: یہ ہے کہ اگر غیر مجتہد مطلق مستقل کو قرآن اور حدیث کے ظاہری ترجمہ پر عمل کرنا جائز ہوتا تو انہوں نے تیمم کی آیت کے ظاہر ترجمہ پر فتویٰ دیا تھا مگر حضور ﷺ نے بہت زیادہ سختی سے ممنوع فرما کر ان صحابہ ذوو اللسان خیر القرون والوں کو تقلید کا راستہ بتا دیا۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ شر القرون غیر ذی اللسان محروم الصحبۃ والے صرف لفظی ترجمہ سے مجتہد ہو جاتے ہیں۔

(۳) عن عدی بن حاتم انہ اخذ عقلا ابیض وعقلا اسود حتی کان بعض اللیل نظر فلم یستبینا لہ فلما اصبح قال لرسول اللہ ﷺ جعلت تحت وسادتی خیطا ابیض وخیطا اسود قال ﷺ ان وسادتک لعریض ان کان الخیط الابیض والخیط الاسود تحت وسادتک۔ الحدیث۔

(اخرجہ الخمسۃ تیسیر کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ:ص:۴۲)

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ (جب آیت کلوا واشربو حتی یتبین لکم الخیط الابیض الخ نازل ہوئی تو) آپ نے ایک سفید اور ایک کالا ڈورا (دھاگہ) اپنے تکیے کے نیچے رکھا۔ رات کے کسی حصے میں دیکھا تو وہ دھاگے نظر نہ آئے۔ صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے تکیے کے نیچے سفید اور سیاہ ڈورا رکھا تھا آپ

ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے اگر سفید اور سیاہ ڈورے (دن اور رات) تمہارے تکیے کے نیچے آگئے۔(وجہ استدلال بعینہ وہی ہے جو ابھی گزرا ہے)

(۴) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ۔

(رواہ ابو داؤد، مشکوٰۃ کتاب العلم: ص:۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو بغیر تحقیق کے کوئی فتویٰ دے دے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا۔

(۵) عن عبد اللہ بن عمر وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنھم قالا قال رسول اللہ ﷺ اذاحکم الحاکم فاجتھد واصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتھد واخطأ فل اجر واحد۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ باب العمل فی القضاء: ص:۳۱٦)

قال العلماء رحمھم اللہ تعالی اجمع المسلمون علی ان ھٰذا الحدیث فی حاکم عالم اھل للاجتھاد (الی قولہ) فاما من لیس باھل للحکم فلایحل لہ الحکم فان حکم فلااجر لہ بل ھو آثم ولاینفذ حکمہ سواء وافق الحق ام لا۔ لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فھو عاصٍ فی جمیع احکامہ وافق الصواب ام لا۔ وھی مردودۃ کلھا ولایعذر فی شیٔ من ذٰلک اہ۔

(نووی شرح المسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمر و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مجتہد حاکم اجتہاد سے صحیح حکم بتاتا ہے تو اس کو دو گُنا اجر ملے گا اور جب حکم خطا صادر ہو گا تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ یہ حدیث اس عالم کے بارے میں ہے جو اجتہاد کا اہل ہے۔ مگر وہ آدمی جو اجتہاد کا اہل نہ ہو پس اس کو حکم اجتہادی کرنا ناجائز ہے۔ اگر اجتہاد

کر کے کوئی حکم کیا تو اس کو ثواب نہیں ملے گا بلکہ گناہگار ہو گا۔ اور حکم جاری نہیں ہو سکتا۔ حق کے موافق ہو یا نہ ہو کیونکہ یہ حکم کسی شرعی اصل پر مبنی نہیں۔ بلکہ اتفاق ایسا ہوا۔ وہ آدمی گناہگار ہے معذور نہیں اس کے سارے احکام مردود ہیں درست ہوں یا غلط۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ احادیث: نمبر ۱۴ اور نمبر ۵ کا مقصود یہ ہے کہ مجتہد اگرچہ مُخطی ہو اس کو ثواب ملتا ہے۔ غیر مجتہد اگرچہ حق پر ہو آثم (گنہگار) مردود ہے تو ظاہر ہوا کہ مذہب کے مخالف آیت وحدیث پر (جو غیر مجتہد شرعی کی رائے میں مخالف ہوں) عمل کرنا گناہ اور مردود غیر معذور ہے۔

(٦) فالظاہر انہم رأوا دلیلاً ارجح مما راٰہ حتی لم یعملوا بہ اھ۔

(رسائل ابن عابدین :ج:۲:ص:۲۴)

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ آئمہ اربعہ نے زیادہ قوی دلیل دیکھی ہو گی ان بعد والے لوگوں کی دلیل سے۔ اس وجہ سے آئمہ اربعہ نے اس دلیل مرجوح پر عمل نہ کیا۔

(٧) کل نص خالف مذہب الامام فھو محمول علی النسخ او التاویل او الترجیح۔

(حامدیہ:ص:٣٦٨ وغیرہ کتب)

ترجمہ: ہر نص آیت ہو یا حدیث جو امام کے مذہب سے مخالف پایا گیا تو وہ یا منسوخ ہے یا ماٗول اور یا مرجوح۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ عبارت نمبر ۵ اور نمبر ٦ کا مقصود یہ ہے کہ جو آیت، حدیث جو مذہب سے (بظاہر) مخالف ہو تو ظاہر یہ ہے کہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوی غیر منسوخ غیر ماٗول دلیل کو لیتے ہوئے اس آیت وحدیث کو منسوخ، ماٗول یا مرجوح قرار دیا ہے۔ تو اس پر عمل کرنا گناہ اور مردود ہو گیا۔

(٨) فليس لاحد من ان يقول انا اٰخذ بظاهر الحديث واترک مانص عليه مشائخ مذہبی اٰہ۔

(رسائل ابن عابدين:ج:ص:ص:۲۳، عقد الجيد لولی الله الدهلوی وبمعناه قاضی خان رسم المفتی:ج:۱، شرح برهان الآئمة علی ادب القضاء للخصاف كفاية الهدايہ، نور الهدیٰ، طحطاوی، فتح القدير)

ترجمہ: پس کسی کو یہ کہنا جائز نہیں کہ میں حدیث کے ظاہر پر عمل کرتا ہوں اور اپنے مذہب کے علماء کے صریح اقوال کو چھوڑتا ہوں۔

جس کا اجتہاد مطلق مستقل نہیں وہ آثم، مردود، غیر معذور ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیان گزر چکا ہے۔ لہٰذا احدیث کے ظاہر پر عمل کرنا ناجائز ہے۔

(٩) فالادلة الاربعة انما يتوصل بها المجتهد لامقلد۔ اما المقلد فالدليل عنده قول المجتهد اٰہ۔

(فتلويح مقدمہ:ص:۴۴، بمعناه فی مسلم الثبوت:ص:۲، برهنہ:ص:۳۸۲ كتاب الصوم، شاشی بحث الاجماع، شامی رسم المفتی)

ترجمہ: پس ادلہ اربعہ سے استدلال کرنا صرف مجتہد کا کام ہے مقلد کا نہیں۔ مقلد کی دلیل صرف مجتہد کا قول ہے۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ جب مقلد اپنی دلیل (قولِ مجتہد) کو چھوڑ کر مجتہد کی دلیل (آیت یا حدیث) پر عمل کرنا پسند کرے تو وہ غاصب ہو گیا۔

(١٠) ولاتنظر الی قول من خالفهم ولاتقبل حجته لانهم عرفوا الادلة وميّزوا بين ماصح وثبت وضده اٰہ۔

(قاضی خان رسم المفتی، شرح برهان الائمة علی ادب القضاء للخصاف ثم رسائل ابن عابدين:ج:۲:ص:۲۴)

ترجمہ: ہمارے آئمہ کے مخالف کے قول کو مت دیکھو اور دلیل کو مت مانو۔ کیونکہ ہمارے آئمہ نے سارے دلائل کو جان لیا اور صحیح وثابت اور اس کے مقابل میں تمیز کر دی ہے۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ جب ہمارے آئمہ ادلہ کے عارف وماہر، صحیح اور سقیم میں پوری تمیز کرنے والے ہیں تو ان کے مخالفین ضرور سقیم (کمزور) دلیل والے ہوئے۔یہی وجہ ہے کہ مذہب کے خلاف حدیث یا آیت پر عمل کرنا ممنوع ہے۔

(۱۱) فانہ یمیل الیھم ویفتی بقولھم ولایخالفھم برأیہ وان کان مجتھدا متقنا لان الظاھر ان یکون الحق مع اصحابنا ولایعدوھم واجتھادہ لیس کاجتھادھم اھ۔

(قاضی خان رسم المفتی، شرح برھان الآئمۃ علی ادب القضاء للخصاف، رسائل ابن عابدین:ج۴:ص:۲۴)

ترجمہ: پس ہمارے اماموں کی طرف میلان کرے اور ان کے قول پر فتویٰ دے۔اور اپنی رائے سے اگرچہ مضبوط مجتہد ہو ہمارے اماموں سے مخالفت نہ کرے۔کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ حق ہمارے آئمہ کے ساتھ ہے اور کسی کے ساتھ نہیں اور اس کا اجتہاد ان کے اجتہاد کے برابر نہیں۔

(۱۲) فان الآئمۃ اعلم منہ بالآثار والاخبار فلعلھم اطلعوا علی ما لم یطلع علیہ ووصلوا الی ما لم یصل الیہ اھ۔

(رسائل ابن عابدین:ج:۲:ص:۲۴، نور الانوار بحث الاجماع:ص:۲۲)

ترجمہ: پس احادیث پر ہمارے اماموں کا علم دوسرے آئمہ کے علم سے بڑھ کر ہے، تو شاید ان کو وہ احادیث معلوم ہوں جو اور کسی کو معلوم نہ ہوں۔اور یہ آئمہ حضرات اس مقام تک پہنچے ہوں جس تک کوئی اور نہ پہنچا ہو۔

(۱۳) فاما من لیس لہ رتبۃ الاجتھاد وھو حکم کل اھل العصر یفتی بمذہبہ فلو ظھر لہ ضعف مذھبہ لم یجز لہ ان یترکہ مما یشکل علیہ من الآیۃ او الحدیث یلزمہ ان یقول لعل عنہ صاحب مذھبی جوابًا عن ھٰذا۔ فانی لستُ مستقلا بالاجتھاد فی اصل الشرع اھ۔

(احیاء العلوم کتاب العلم، بیان التلبیس فی المناظرۃ:ص:۳۸)

ترجمہ: پس وہ لوگ جن کو اجتہادی رتبہ حاصل نہ ہو (یہ حکم ہر زمانہ کیلئے ہے) تو اس کو اپنے امام کے مذہب پر حکم کرنا واجب ہے اور اگر اس کو اپنے ناقص ذہن میں اپنا مذہب ضعیف نظر آجائے تو اس کو ترک کرنا جائز نہیں۔ اور جس آیت وحدیث کی وجہ سے اسے اپنا مذہب ضعیف نظر آجائے تو اس پر لازم ہے کہ اس کے بارے میں یہ جواب دے کہ ہمارے صاحب مذہب مجتہد مطلق مستقل کے پاس صاف جواب موجود ہے۔ کیونکہ میں اصل شرع میں مجتہد مطلق مستقل نہیں ہوں۔ تو مجھے جواب کا معلوم ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۱۴) لانہ (ای خلاف الراجح) اتباع للھویٰ اھ۔

(رسائل ابن عابدین: ج:۱:ص:۵۲، ۱۰، فتح القدیر کتاب القضاء، شرح المنهاج للقاسم، بحر الرائق، شامی: ج:۴:ص:۳۳۸ قضاء)

ترجمہ: کیونکہ راجح قول کی مخالفت کرنا خواہشات نفسانی کی تابعداری کرنا ہے۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ جب قرآن، حدیث اور اجماعِ امت سے مذاہب اربعہ کی حقانیت ثابت ہوگئی تو مذہب کے خلاف جو تصور جس آیت یا حدیث سے غیر مجتہد کیلئے پیدا ہو جاتا ہے وہ صرف ھویٰ کی اتباع ہے۔

(۱۵) الواجب علی من اراد ان یعمل لنفسہ او یفتی غیرہ ان یتبع القول الذی رجحہ علماء مذہبہ۔ فلایجوز لہ العمل او الافتاء بالمرجوح بالاجماع اھ۔

(فتاویٰ کبریٰ، زواید الروضۃ ابن الصلاح والباجی والقرانی والامام ابو عمرو رسائل ابن عابدین ج:۱:ص:۱۱، ۱۰)

ترجمہ: وہ شخص جو خود عمل کرنے یا دوسرے کو فتویٰ دینے کا ارادہ رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ اسی عالم کی اتباع کریں جس کو اپنے مذہب کے علماء نے ترجیح دی ہو۔ اور مرجوح قول پر عمل کرنا یا فتویٰ دینا بالاجماع ناجائز ہے۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ راجح اور مرجوح دونوں امام کے اقوال تو ہوتے ہیں مگر راجح پر عمل کرنا واجب اور مرجوح پر حرام بالاجماع ہے۔ اور پھر خاص کر جب وہ آیت و حدیث جو امام کا قول بھی نہ ہو۔ تو اس پر عمل بالاجماع حرام ہے۔

(١٦) غير المجتهدين كالانعام وعليهم ان يقلدوا المجتهدين ولايعتبر خلافهم فيما يجب عليهم من التقليد۔

(نور الانوار بحث الاجماع:ص:٢٢٠)

ترجمہ: غیر مجتہدین کی مثال چوپایوں جیسی ہے۔ ان پر فرض ہے کہ مجتہدین کی تقلید کریں اور جس چیز میں ان پر تقلید واجب ہے۔ اس بارے میں مجتہدین سے خلاف ناجائز ہے۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ چوپائے کو یہ مجال نہیں کہ آیت و حدیث سے خود اپنے سے عمل کریں۔

مذاہب کے زمانہ سے پہلے مذاہب موجود نہ ہونے کی دلیل

اس بات کی وجوہات بہت ہیں جن میں سے مشت نمونہ خروار تحریر کرونگا۔

(۱) نقل امام الحرمین الاجماع علی منع تقلید العوام لاعیان الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم ومن بعدهم الا الذین وضعوا ودوَّنوا المذاهب والاصول والفروع وطبقوها بالنصوص وحرروا وهذبوا المسائل والاصول واوضحوا طرق النظر وبینوا الاحکام فرعا فرعا وشروطها وقیودها وفصلوها وبوَّبوا الابواب والفصول والانواع وجمعوها وخدمها تابعوها ونقلوها نقلا متواتر شرقا وغربا وجنوبا وشمالا وهٰذا الامور مخصوصة بمذاهب الآئمة الاربعة ابی حنیفة والمالک والشافعی واحمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنهم اجمعین ولهٰذا ایضا منعوا تقلید الثوری والاوزاعی وداؤد الظاهری وغیرهم اھ۔

(ملخصا، الفتح المبین لابن حجر المکی: ص:۵۵، فتوی الحرمین:ص:۱۵، تحریر الاصول، نظام الاسلام، مزیل الشبهات:ص:۱۴، الفتح المبین فی کشف مکاید غیر المقلدین: ص:۴۰۷، اطایب الصیب، مجموعة الفتاویٰ:ج:۱:ص:۲۲)

ترجمہ: امام الحرمین نے اپنی کتاب مغیث الخلق الی الحق میں اسی بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ عوام کو جائز نہیں کہ معتبر صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تقلید کریں۔ بغیر ان آئمہ کے جنہوں نے مذاہب اصول وفروع کو وضع کرتے ہوئے مروّج کیا۔ اور دلائل کے ساتھ مطابق کیا۔ مسائل اور اصول کو واضح اور صاف کیا۔ اور استدلال کے طریقوں کو ظاہر کیا۔ اور الگ الگ احکام بیان کئے اور احکام کے شروط اور قیود کو مفصل بیان کرتے ہوئے اپنے بابوں اور فصلوں اور نوعوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ان آئمہ کے تابعداروں نے انہی احکام کی خدمت کی اور یہی احکام تواتر کے

ساتھ نقل کر کے ساری دنیا کے کونے کونے تک شائع وذائع کیا۔ یہی امور صرف اور صرف ان چاروں اماموں! امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذاہب میں موجود ہیں۔ اس لئے امام ثوری، اوزاعی، داؤد ظاہری وغیرھم کی تقلید حرام اور ممنوع ہے۔

جب صحابہ، تابعین، ثوری، اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے حضرات کی تقلید عوام کیلئے اس وجہ سے جائز نہیں کہ ان کی اجتہادیات میں امور مذکورہ موجود نہیں تو وہابیہ کی مشکوٰۃ خوانی سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ہے۔

(۲) كان عوام الناس فى عهد الصحابة ليستفتون مرة الصديق ومرة الفاروق رضى الله تعالى عنهم من غير نكير اه۔

(كتب الاصول وكتب الفقه والحديث، مختصر الاصول وشرحه، مسلّم الثبوت وشرحه البحر وغيرها)

اقول كان ذٰلک قبل تدوين المذاهب الاربعة لاجل الضرورة لان اصول الصحابة رضى الله تعالى عنهم لم تكن كافية لعامة الوقايع ولاشاملة لكافة المسائل لانهم لم يتفرغوا الى التفريع والتفاريق والتفاصيل وتمهيد الاصول والقواعد فلاجل هٰذه الضرورة يحل للمقلدين الاستفتاء مرة من هٰذا و مرة من آخر ۔ واما بعد تدوينها فكل واحد من المذاهب الاربعة مكتفل بمعرفة الكل فلاضرورة الى اتباع الامامين اه۔

(نبذة الاصول شرح عمدة الاصول:ص:٢٢، عذاب المجيد:ص:٨۴)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں عام لوگ کبھی حضرت صدیق اکبر سے اور کبھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسئلہ پوچھتے تھے۔ اور اس پر کوئی انکار اور ممانعت نہیں تھی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سوالی تردد چاروں مذاہب کی تدوین سے پہلے تھا ضرورت کی وجہ سے۔
(ضرورت کی دلیل) اس وجہ سے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اصول و قواعد تمام و قایع کو کافی نہیں تھے، اور نہ سارے مسائل کو شامل تھے۔(یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قصور علمی نہ تھی) کیونکہ یہ حضرات استخراج مسائل اور پھر ان کی تمیز، تفصیل، توضیح، تبویب اور اصول و قواعد کی تربیت کیلئے فارغ نہ تھے۔ اسی ضرورت کی بناء پر مقلدین کو کبھی اس سے کبھی اس سے سوال کرنا جائز قرار پایا تھا۔ اور جب مذاہب اربعہ مدوّن ہوئے تو ہر ایک مذہب تمام مسائل کیلئے کافی ہوا۔ اس لئے دو اماموں کی تقلید کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرصت نہ ہوئی مذہب کے ضروریات کو مرتب کرنے کیلئے۔ اور باطل فرقے نہیں تھے۔ اور جو بھی ضروری حادثہ پیش آتا تو فوراً سوال کرنے سے حل ہو جاتا۔(یہ نمبر ۲ اور نمبر ۳ شرح عقائد النسفیہ کے اول میں مصرح ہیں) تو مذاہب آئمہ اربعہ کے زمانے سے پہلے موجود نہ ہو سکا۔

(۳) والانصاف ان انحصار المذاہب فی الاربعۃ واتباعھم فضل الٰھی وقبولیۃ من عنداللہ۔

(تفسیر احمدی:ص:۵۲۷)

اقول فی مثل ھٰذا الفضل والقبولیۃ قال تعالی سیجعل لھم الرحمٰن ودا (پ:۱٦:سورہ:مریم) فمن لم یرض بہ فلیموتوا بغضبھم ولاابالی ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ (الآیۃ)

ترجمہ: انصاف یہ ہے کہ چار میں مذاہب کا انحصار اور ان کی تقلید فضلِ الٰہی اور قبولیتِ خداوندی ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ”اللہ تعالیٰ نیک مؤمنوں کیلئے (نعمت اخروی کے علاوہ دنیا میں یہ نعمت عطا

فرمائے گا) خلائق (مخلوق) کے دل میں محبت پیدا کر دے گا۔ جو شخص اس پر راضی نہ ہو اپنے غصہ سے مر جائے میری کوئی پرواہ نہیں۔ راہِ راست پر جانا خدا کا فضل ہے اور جسے چاہے اللہ تعالیٰ یہ فضل دیتا ہے۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ جب چار میں مذاہب کا انحصار اللہ تعالیٰ کا فضل اور قبولیت ہے تو بے شک اسے اختیار ہے کہ جسے چاہے اس کو اپنا فضل دے۔ اور جس کو چاہے مسلمانوں کو محبوب و مرغوب کرتے ہوئے قبولیت دے دے۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

(۴) وھٰذا السوال من الوھابیۃ مثل سوال الکفار (فی عدم الرضاء بما فعل اللہ تعالی) فی قولہ تعالی! وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ (الزخرف ۳۱)

ترجمہ: وہابیہ کا یہ سوال کفار کے سوال جیسا ہے (کیونکہ دونوں فرقے اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی نہیں ہیں) کفار کہتے تھے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں (مکہ وطائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا۔ جیسا کہ کفار حضور اقدس ﷺ پر قرآن نازل ہونے سے منکر تھے اس لئے یہ کہا۔ اسی طرح وہابیہ آئمہ اربعہ کے مذاہب سے منکر ہیں۔ اس لئے یہی الفاظ کہنے لگے۔ آنے والی آیت کا بھی یہی قریب المفہوم ہے۔

قولہ تعالی: وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ (الأنعام۸)

ترجمہ: کفار کہتے تھے کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا۔

وجہ استدلال: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے۔ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اور اسی بناء پر چار مذاہب کو آئمہ اربعہ سے مخصوص کرتے ہوئے پہلے زمانہ میں موجود نہیں کیا۔

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ